International Journal of Applied Research 2017; 3(7): 272-273

International Journal of Applied Research

ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2017; 3(7): 272-273
www.allresearchjournal.com
Received: 13-05-2017
Accepted: 12-06-2017

Pushpendra Kumar Nim Ph. D. Urdu, Research Scholar
University of Delhi, Delhi, India

Correspondence
Pushpendra Kumar Nim Ph. D. Urdu,Research Scholar
University of Delhi, Delhi
India

فیض عصری حسیت کا استعارہ

Pushpendra Kumar Nim

Introduction

فیض احمد فیض ہمارے ادب کے ایک امتیازی حیثیت کے شاعر ہیں،جنہوں نے اردو ادب کا گہرا ئی سے مطا لعہ کیا اور اپنے عہد کے فکری، تہذیبی اور شعری مزاج سے ہم آ ہنگی پیدا کر کے اپنی شاعری کو جلا بخشی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر شاعر اپنی شخصیت اور مطا لعہ کے ساتھ ساتھ خا رجی دنیا میں ہو نے والے حالات و واقعات جو اس کی ذات کے داخلی عناصر سے متصادم ہوتے ہیں۔ فن کار کی تخلیق سے لا شعوری طور پر دا خل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر شعرا کے کلام میں ہمیں ان کے دور کی مختلف جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح شاعر متا ثر ضرور ہو تا ہے۔ فیض کی شا عری میں بھی ہمیں ان کے زمانے کے نقوش واضح نظر آ تے ہیں۔ وہ بھی اپنے ارد گرد کے ماحول سے متا ثر ہوئے اور اس عہد کے حالات کو مو ضوع قلم لا ئے۔

فیض اپنے عہد کے تقاضوں میں سے سب سے زیادہ طبقا تی نظام سے پیدا ہوئی خرا بیوں اور بے اعتدالیوں کی جانب متوجہ ہوئے۔ علاوہ ازیں تقسیم وطن کے موضوع کو بھی ان کے یہاں اہمیت حاصل ہے۔ فیض کی شاعری میں ہمیں ان کے گہرے شعور وا ردات کا علم ہو تا ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش کے پیچ و خم کو شدت سے محسوس کرتے ہیں اور اپنے ملک کے طبقا تی نظام کو سماجی تقا ضوں اور المنا کیوں کی سب سے بڑی وجہ مانتے ہیں۔جو قدیم جا گیر دا رانہ نظام رہا ہے وہ اس ستم زدہ رسم کو ختم کرنا چا ہتے ہیں۔اس لیے وہ اجتما عی جدو جہد کے آرزو مند ہیں۔ ان کا ذہن و دل سماج کو خوب سے خوب تر بنانے کی جانب گامزن ہے۔ وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی امید کا دا من نہیں چھوڑ تے۔ خصوصی طور پر ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہو نے کے بعد انہوں نے سماج کا گہرا ئی و گیرا ئی سے مطالعہ کیا اور اس کے کھردرے پن اور کھو کھلے پن کو شدت سے محسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بیشتر تخلیقا ت ان کے مارکسی نظریہ کا عکس معلوم ہو تی ہیں ؎

بہت ہے ظلم کے دست بہانہ جو کے لیے جو چند اہل جنوں تیرے نام ہوائیں بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں،کس سے منصفی چاہیں لیکن اب ظلم کی میعاد کے دن تھو ڑے
ہیں اک ذرا صبر کے فریاد کے دن تھوڑے ہیں اجنبی ہا تھوں کا بے نام گر انبار طلسم آج سہنا ہے ہمیشہ تو نہیں سہنا ہے

فیض بچپن سے ہی نازک مزاج اور حساس ذہن کے مالک تھے۔ انہوں نے شروع سے ہی زمانے میں ہر طرف پھیلی برا ئیوں کو بڑے قریب سے دیکھا اور محسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت پر سماج کے نشیب و فراز کا گہرا اثر پڑا۔ فیض کی خو بی یہ ہے کہ انہوں نے خا رجی حالا ت سے اثر قبول کر نے کے ساتھ ہی اپنے شخصی رویے کو بھی قائم رکھا جو ایک بڑے فن کا ر کی پہچان ہو تی ہے۔ ان کی شاعری کا جائزہ لینے پر ہمیں احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے کس ہنر کے ساتھ اپنے فن میں اس وقت کے عہدو حالات کو اپنی شخصیت کے خلوص و درد مندی سے بیان کیا ہے۔ وہ تخلیق میں مشکل سے مشکل حالات کو بھی مترنم لفظوں میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں ؎ بجھا جو رو زن زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی چمک اٹھے سلاسل تو ہم نے جانا ہے کہ اب سحر ترے رخ پہ بکھر گئی ہوگی

اگر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے یہ رات بھر کی جدائی تو
کوئی بات نہیں گر آج اوج پر ہے طالع رقیب تو کیا یہ چار دن کی جدا ئی
تو کوئی بات نہیں
عشق کو فیض کی شاعری میں مرکزی حیثیت حاصل ہے جو روا یتی
عشق کے روپ میں بھی ملتا ہے اور حقیقت سے دو چار ہو نے کے بعد
بنیا دی زندگی سے وابستہ ازلی اور جبلی کشمکش کو بھی پیش کرتا ہے۔
وہ ذہنی عیاشی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ مادی محبوب کو حاصل کر نے کے
سپنے نہیں دیکھتے بلکہ وا صل عشق کی آ گ سے اپنے آ تش کدے کو
رو شن کرتے ہیں۔ ان کے ہاں عشق ان کے داخلی وجود کی گہرائیوں
سے پیدا ہوتا ہے۔ بظا ہر وہ نسوانی کردار کے پیکر تراش کر وہ حیاتی،
جذباتی اور ذہنی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں مگر اصل میں فیض نے جذبۂ
عشق سے سر شار ہو کر اس کے پر دے میں حیات و کائنات کے مظا ہر
کو بیان کر نے کی سعی کی
ہے جو ہمیں جما لیاتی حسن کا بھی احساس دلاتا ہے اور اس میں تازگی
و شگفتگی کا بھی علم ہو تا ہے۔مثلاً گلوں میں رنگ بھرے باد نو بہار
چلے چلے بھی آ ؤ کی گلشن کا کارو بار چلے

ؔ
پھر ہم تمیز روز مہ و سال کرسکیں اے یاد یار پھر ادھر اک بار دیکھنا

ؔ
خداؔ وہ وقت نہ لائے کہ تجھے یاد آ ئے وہ دل کہ تیرے لیے بے قرار اب
بھی ہے وہ آنکھ جس کو تیرا انتظار اب بھی ہے
عشق کی مختلف کیفیات و تجربات نے فیض کی شاعری میں بلا کی جلا
بخشی ہے کہ قاری ان سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ ایسا معلوم ہو
تا ہے کہ عشقیہ تجربات سے گزرتے ہوئے انہوں نے رجحانات اور
داخلیت پسندی کو زیا دہ اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیشتر
کلام پر عشقیہ جذبات غا لب نظر آ تے ہیں۔ جن میں بڑی حد تک ان کے
ذاتی عشقیہ تصورات کا عکس موجود ہے۔ خواب آ فرینی اور داخلیت
پسندی کے یہ رنگ ان کی ذات شناسی میں مل کر مزید نکھر گئے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ ان کی عشقیہ شاعری کے علاوہ یہ تاثرات سیا سی
موضوعات پر بھی طاری نظر آ تے ہیں۔ مثلاً ؎ چا ہا ہے اسی رنگ میں
لہلہا ئے وطن کو تڑ پا ہے اسی طور سے دل اس کی لگن کو ڈھونڈی ہے
یو نہی شوق نے آسائش منزل رخسار کے خم میں کبھی کاکل کی شکن
میں

ؔ
درؔ قفس پہ اندھیرے کی مہر لگتی ہے تو فیض! دل میں ستارے ابھرنے
لگتے ہیں

ؔ
صباؔ نے پھر در زنداں پہ آ کے دستک دی سحر قریب ہے دل سے کہو نہ
گھبرا ئے
فیض ایک با امید اور بہت حوصلہ مند شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی
میں قید و بند کی صحبتیں بھی اٹھائیں اور زندگی کے بہت سے مسائل کو
بہت قریب سے دیکھا۔ وہ ان
خارزاروں کے بہت قریب سے گذرے مگر انہوں نے اپنی زندگی کے تلخ
سے تلخ ایام میں کسی بھی مو ڑ پہ ما یوسی کو گلے نہیں لگایا بلکہ ان
کے یہاں آرزو اور تمناؤں کی شمع رو شن ہے۔ ان کے سخت حالات کہیں
بھی ان کے لب و لہجے کی شیرینی میں رکا وٹ نہیں بنے۔ وہ مشکل
سے مشکل وقت میں بھی حیاتی لذتوں سے سر شار نظر آ تے ہیں۔ وہ
کہتے ہیں ؎ یہ غم جو اس رات نے دیا ہے یہ غم سحر کا یقیں بنا ہے
یقین جو غم سے کریم تر ہے سحر جو شب سے عظیم تر ہے

صبا نے پھر در زنداں پہ آ کے دستک دی سحر قریب ہے دل سے کہو نہ
گھبرا ئے
فیض کی شاعری در اصل رو مان کی شاعری ہے۔ رو مانیت ان کے کلام
میں غو طہ زن نظر آ تی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رو مانیت نے فیض کے
یہاں ایک دائمی روپ اختیار کر لیا ہے جو مغربی رو مانیت سے قریب تر
معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے فن سے اپنے عہد کے عکس کو اپنے قلم
میں سمو نے کی سعی کی ہے۔ ان کی ابتدا ئی شاعری اختر شیرا نی کی
رو مانی شاعری سے متاثر نظر آ تی ہے جو ایک نو جوان عمر کے
جذبات و احساسات کی ترجمان معلوم ہوتی ہے۔ مگر جلد ہی وہ اس
دائرے سے با ہر نکل آتے ہیں اور رو ما نیت کے گہرے اور کشادہ
رنگوں کو اختیار کرتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ فیض خواب آور جذ بات
سے ہروقت سر شار رہتے ہیں اور سنگین حالات کو بھی وہ رومانیت کی
قبا پہنائے رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام رو مانیت میں ڈو با ہوا
ہے ؎ ان کا آنچل ہے کہ رخسار کا پیرا ہن ہے کچھ تو ہے جس سے
ہوئی جاتی ہے چلمن رنگین جانے اس زلف کی موہوم گھنی چھا ؤں میں
ٹمٹما تا ہے وہ آ ویزہ ابھی تک کہ نہیں
جب کوئی بات بنا ئے نہ بنے جب کوئی بات نہ چلے جس گھڑی رات
چلے
جس گھڑی ما تمی سنسان سیاہ رات چلے
پاس رہو!
میرے قاتل! میرے دلدار! میرے پاس رہو!
اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ فیض کے یہاں سماجی مسائل اور ذاتی تناظر
کی کار فر مائی کے ساتھ آ فاقیت اور عصری حسیت کا امتزاج ملتا ہے۔
انہوں نے اپنے عہد کے متعدد مو ضو عات کو اپنے مزاج کی نزاکتوں
اور قلم کی لطافتوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ جو روا یت کی رو شنی اور
تجربے کی چاشنی سے پر ہیں اور جدید شاعری پر بھی اثر انداز ہوتے
ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فیض اردو شاعری کی روا یت
میں ایک اہم درجے کے حامل ہیں۔